Journal of Research and Development
A Multidisciplinary International Level Referred and Double Blind Peer Reviewed, Open Access
ISSN : 2230-9578 | Website: https://jrdrvb.org Volume-18, Issue-5(A)| May-2026

Original Article

صالحہ عابد حسین : حیات اور ادبی خدمات
1913-1990

Dr.Shagufta Yasmeen
Assistant Professor, Dr.Rafiq Zakariya College for Women,
Jublee Park, Chatrapati Sambhaji Nagar, Maharashtra

Manuscript ID:
JRD -2026-180532
ISSN: 2230-9578
Volume 18
Issue 5(A)
Pp.132-134
May- 2026
Submitted: 15 Apr. 2026
Revised: 25 Apr. 2026
Accepted: 10 May. 2026
Published: 31 May 2026

صفِ اوّل کی خواتین قلم کاروں کے زمرے میں صالحہ عابد حسین کا شمار ہوتا ہے۔انھوں نے ادب کی بیش بہا خدمت انجام دیں۔ وہ ایک دردمند دل رکھنے والی خاتون تھیں او ر چاہتی تھیں کہ اپنے بزرگوں کی طرح قوم کی خدمات انجام دیں۔

پروفیسر عنوان چشتی اُن کے ادبی سفر او رأن کی ادبی خصوصیات اس طرح بیان کرتے ہیں۔

”صالحہ عابد حسین اُردو دنیا کی ممتاز قلم کار ہیں۔انھوں نے اپنے تخلیقی سفر کا آغاز افسانوی ادب سے کیا۔لیکن علمی‘تنقیدی او رتحقیقی میدان میں بھی امتیاز حاصل کیا وہ اُردو کی بے لوث انتھک ادیبہ ہیں۔صلہ و ستائش سے بے نیاز ہو کر تقریباً نصف صدی سے اُردو زبان و ادب کی مشا طگی میں مصروف ہے جو سادگی خلوص او ردرد مندی ان کی شخصیت کا جوہر ہے۔وہی اُن کے تخلیقی او رتنقیدی شہ پاروں کا طرہئ امتیاز ہے۔ اُن کی تحریروں میں اسلامی افکار کا حسن مشترکہ تہذیبی انداز کی طاقت سماجی بصیرت اور ذاتی تجربوں کا رنگ شامل ہے۔ یہ وہ خصوصیات ہیں جن سے صالحہ عابد حسین کے فن کار کا تار و پود تیار ہوتا ہے۔“(۱)

اُن کی پیدائش پانی پت کے ایک نہایت معزز علمی خاندان میں ۸۱/ اگست ۳۱۹۱ ؁ء کوہوئی۔ ان کے والد کا نام خواجہ غلام الثقلین تھاجو اپنے زمانے کے ایک بہت بڑے عا لم تھے۔ ادبیات پر بھی ان کی نظریں تھیں۔ صالحہ عابد حسین کی والدہ مولانا الطاف حسین حالی کی پوتی تھیں چنانچہ صالحہ کو ننھیال او رددھیال دونوں طرف سے علمی خاندان میسّر تھا۔ان کے والد نے ان کا نام مصداق فاطمہ رکھا تھا۔ ان کی ابتدائی تعلیم پانی پت میں ہوئی۔ان پر مولانا الطاف حسین حالیؔ کا بہت زیادہ اثر تھا وہ ان کے نقش قدم ہی پر چلنا چاہتی تھیں۔اُن کے والد اپنے زمانے کا نہایت عمدہ رسالہ ”عصر جدید“ کی ادارت کرتے تھے۔ رسالہ کے عنوان سے ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ خواجہ غلام الثقلین زمانے کے بدلتے ہوئے موڑ کو خوب سمجھ رہے تھے۔انھو ں نے اس راہ کو اختیار کیا جومذہبی اصولو ں کو ٹھیس پہنچائے بنا اختیار کی جا سکتی تھیں۔چنانچہ وہ لڑکیوں کی تعلیم کے حامی تھے لیکن بد قسمتی سے صالحہ ابھی دو برس کی ہی تھی کہ ان کا انتقال ہو گیا او ران کی والدہ نے صالحہ عابد حسین کی پڑھائی میں بھر پور دلچسپی لی۔

گھر کا ماحول علمی و ادبی تھا۔ والدہ پر بھی مولانا الطاف حسین حالیؔ کی تعلیمات کا اثر تھا۔

اس اچھے ماحول کی وجہ سے صالحہ عابد حسین پر بھی اچھے اثرات مترسم ہوئے۔ حالانکہ اُس زمانے میں پانی پت میں لڑکیوں کا کوئی اسکول نہیں تھا۔ لیکن خوش قسمتی سے ان کے چچا سجّاد حسین نے مولانا الطاف حالیؔ کے نام پر لڑکیوں کا ایک اسکول

”حالی مسلم گرلس اسکول“ قائم کیا۔ اسی اسکول میں صالحہ کو شریک کر دیا گیا جہاں سے انہوں نے مڈل کلاس کا میاب کیا۔

صالحہ عابد حسین میں بچپن ہی سے یہ علامتیں واضح ہو رہی تھیں کہ وہ ایک نہ ایک دن بڑی ادیبہ بن کر خوب نام کمائیں گی۔ اسی لیے جب انھو ں نے بچوں کے لیے کہانیاں او رمضامین لکھنا شروع کیا تو سارا خاندان خوش تھا۔صالحہ عابد حسین بچپن ہی سے خوش مزاج او رحق گو تھیں۔ وہ کبھی بھی حق بات کہنے سے ہچکچاتی نہیں تھیں۔

۲۳۹۱ ؁ء میں اُن کی شادی دہلی کے ایک معز ز خاندان کے فرد ڈاکٹر عابد حسین سے ہو گئی او رشادی کے بعد وہ مستقلاً دہلی میں آبا د ہو گئیں۔عابد حسین خود بھی ادب کے پروردہ تھے اس لیے انھوں نے اپنی بیوی پر کبھی کوئی پابندی عائد نہیں کی بلکہ ان کے تحریروں کو وہ بڑی دلچسپی سے پڑھا کر تے تھے۔

ڈاکٹر عابد حسین کی ہمت افزائی او رفراخ دلی کے باعث صالحہ کی وہ ساری صلاحیتیں اجا گر ہوئیں جن کا انہیں بھی اندازہ نہیں تھا۔ وہ خود بھی اپنے شوہر کی دانشوری او رفکر سے بہت متاثر تھیں۔ شادی کے بعد بھی انھوں نے اپنی تعلیم کی طرف توجہ کی او ر۱۶۹۱ ؁ء میں انھوں نے ادیب فاضل کا امتحان پنجاب سے کامیاب کیا۔ اس کے بعد ہی وہ میٹرک کے امتحان میں بیٹھیں لیکن نصابی تعلیم سے ہٹ کر ان کے مطالعہ کی عادت نے انہیں بہت کچھ پڑھوا لیا تھا۔ وہ مسلسل مطالعہ کیا کرتی تھیں۔ انہیں اُردو کے ساتھ ہی ساتھ انگریزی ادبیات سے بھی بے حد دلچسپی تھی۔ اس کے علاوہ وہ رابندر ناتھ ٹیگو کو ایک مثالی قلم کار تسلیم کر تی تھیں۔ ان کے علاوہ وہ سرت چندر چٹر جی کی تحریروں سے بھی بے حد متاثر تھیں۔

Creative Commons (CC BY-NC-SA 4.0)
This is an open access journal, and articles are distributed under the terms of the Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International Public License, which allows others to remix, tweak, and build upon the work noncommercially, as long as appropriate credit is given and the new creations ae licensed under the idential terms.

Address for correspondence:
Dr.shagufta yasmeen Assistant Professor, Dr.Rafiq Zakariya College for Women Jublee Park, Chatrapati Sambhaji Nagar, Maharashtra

How to cite this article:
Yasmeen, S. (2026). □□□□□ □□□□ □□□□: □□□□ □□□ □□□□ □□□□□□ 1913-1990. Journal of research & development, 18(5(A)), 132–134. https://doi.org/10.5281/zenodo.20956959

Quick Response Code:
Website: https://jrdrvb.org/
DOI: 10.5281/zenodo.20956959
OPEN ACCESS

Journal of Research and Development
A Multidisciplinary International Level Referred and Double Blind Peer Reviewed, Open Access
ISSN : 2230-9578 | Website: https://jrdrvb.org Volume-18, Issue-5(A)| May-2026

ڈاکٹر عابد حسین کی رفاقت میں انہیں مغربی ممالک کو دیکھنے کا موقع بھی ملا۔ انہوں نے مختلف مغربی ممالک کا سفر کیا جس کے باعث ان کی آگہی و فکر میں خوب اضافہ ہوا او ران کا پہلا افسانہ جس کا عنوان "لمبی دا ڑھی" او ربوڑھا باپ" شائع ہوا او راس کے بعد ان کے افسانے مسلسل ہندوستان کے اہم رسائل میں شائع ہوتے رہے۔ افسانوں کے ساتھ ہی ساتھ وہ ناول او رڈراموں کی طرف بھی متوجہ ہوئیں۔

صالحہ عابد حسین ایک حساس خاتون تھیں۔ انہوں نے جب اپنے اطراف کا جائزہ لیا تو انہیں محسوس ہوا کہ ایک طرف ملک میں جدو جہد آزادی کا سُر بھونکا جا رہا ہےدوسری طرف قدریں بدل رہی تھیں۔ مسلمان اب بھی پرانی روایتوں سے بندھے ہوئے ہیں۔ پدرم سلطان پور کے محاورے کے عامل ہیں۔ انہوں نے اپنے عہد کی اس تصویر کا جائزہ اپنی سوانح حیات, سلسلہ شب و روز میں بڑی تفصیل سے کیا ہے۔ وہ سوچتی تھیں کہ مسلمانو ں نے خود آگے بڑھ کر اپنے مسائل کا جائزہ لینا چاہیئے او راپنے بچوں کو تعلیم و تدریس سے آراستہ کر نا چاہیے۔ وہ اس بات کی قائل نہیں تھیں کہ ہر کام صرف او رصرف حکومت کی ذمہ داری ہے۔ یہی وجہہ ہے کہ کم و بیش ان کی ہر ناول میں تعلیم کی اہمیت او راپنے طور پر مدرسے کے قیام کی بات کر تی نظر آتی ہیں۔ انہوں نے حالیؔ کے اس مشن کو آگے بڑھایا۔ حالیؔ سلیقہ شعاری او راخلاق و کردار پر زور دیتے ہیں۔ صالحہ عابد حسین نے ان باتوں کے ساتھ ہی ساتھ قوم کو بدلتے اقدار کی آنکھ ملانے او رانگریزی زبان سیکھنے پر بھی زور دیا ہے۔ او رپھر جب ملک آزاد ہو گیا تو انہوں نے اپنے ناولوں کے ذریعے سمجھایا کہ ایک اچھی بیٹی میں کیا خوبیا ں ہونی چاہیے۔ بہو بننے کے بعد اس پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ او رایک اچھی ماں کا فریضہ کیا ہےصالحہ عابد حسین کی ادبی زندگی کا باقائدہ آغاز ۹۳۹۱ء سے ہوا او راپنے ادبی دور کے اختتام تک وہ تقریباً ۲۴

کتابو ں کی ادیبہ بن چکی تھیں۔ انہوں نے ناولوں کے علاوہ افسانے, ڈرامے, مضامین بھی لکھے۔

ممتاز ناقد ڈاکٹر وہاب اشرفی نے صالحہ عابدحسین کے متن پر روشنی ڈالتے ہوئے کیا خوب لکھا ہے۔

"صالحہ عابد حسین نے ہندوستانی کیف و کم عورتوں کے حوالے سے بھی دیکھنے او ر سمجھنے کی کوشش کی۔ چنانچہ شادی بیاہ کا مسئلہ, طلاق کی صورتیں, برات کی دھوم دھام او رایسے مواقع پر بعض رسوم کی ادائیگی, جہیز کی لعنت, منہ زور شوہروں کی بالا دستی, بے جوڑ شادیوں کا مسئلہ۔صالحہ عابد حسین ہندوستانی بیوی کے حوالے سے شاید یہ موقف رکھتی تھیں کہ انہیں اپنے شوہروں کے ذریعہ وہ عزت نصیب نہیں ہوتی جو ان کا حق ہے۔ پھر شوہروں کی سفاکی, بے حیائی, بے وفائی او ربے نیازی بھی ان کے فکشن کا قوام ہے۔"(۲)

الغرض صالحہ عابد حسین کی عملی طور پر بھی زندگی معاشرے کی فلاح و بہبود ہی میں گزری۔ انہو ں نے اپنی گھریلو ذمہ داریوں کو بھی خوب نبھایا۔ کبھی اپنے شوہر کو شکایت کا موقع نہیں دیا۔او رنہ ہی عابد حسین کے ان کے کام میں انہیں کبھی روکا۔ وہ ان کی ادبی مصروفیات او رسماجی کام کاج کو عزت کی نظر وں سے دیکھا کر تے تھے۔

صالحہ عابد حسین ایک بڑے علمی و دابی گھرانے میں پیدا ہوئیں۔انہو ں نے افسانے بھی لکھے۔ ناولیں بھی لکھیں۔ ان کی تحریر میں ایک خاص انداز ہے۔ وہ اپنی ہر تحریر کے ذریعہ کوئی نہ کوئی ایک اہم سبق اپنے قارئین کو دینا چاہتی ہیں لیکن افسوس ناقدین کے ایک بڑے حلقے نے انہیں نظر انداز کیا۔ آج ناول کے باب میں بے شمار مضامین او رناول کی تنقید پر کتابیں بھی آرہی ہیں۔ لیکن اُن میں صالحہ عابد حسین کا ذکر یا تو ہوتا نہیں یا پھر کسی نے کیا بھی تو وہ اتنا مختصر ہوتا کہ نہیں کے برابر۔ اُن کی زندگی کے حالات پر بھی روشنی نہیں ڈالی جاتی۔

صالحہ عابد حسین کا پسندیدہ مو ضوع خواتین کی اصلاح تھی۔ خواہ شادی بیاہ کا مسئلہ ہویا طلاق کی صورتیںجہیز ی لعنت ہو یا گھریلو ذمہ داریاں' شوہروں کی بدزبا نی ہو یا بالا دستی کا رجحان۔ انہوں نے اسی قوام سے اپنے ناولوں کا تانا بانا تیار کیا ہے۔ اِس کے علاوہ وہ ملک کے بدلتے ہوئے حالات او ربدلتی ہوئی تہذیبی زندگی سے بھی غافل نہیں تھیں او رچاہتی تھیں کہ اُن نئی ذمہ داریوں کو خواتین نے نبھانا چاہئےخصوصاًلڑکیوں کی تعلیم اور انہیں انگریزی زبان سیکھنی چاہئے۔ نسیم قریشی اُن کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"صالحہ عابد حسین کے ناول یا افسانوں میں انسان کی تہذیبی قدروں کی شناخت' عورتو ں کے مسائل او رسماجی اصلاح کا جذبہ کار فرما نظر آتا ہے اور اندازِ بیاں سیدھا سادھا او رسلجھا ہوا ہے"یاد گارِ حالیؔ"اُن کا معروف کا رنامہ ہے جس میں الطاف حسین حالیؔ کی حیات وخدمات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ دوسری کتابوں میں "عذرا'قطرے سے گوہر ہونے تک' یادوں کے چراغ' اپنی اپنی صلیب' الجھی ڈور' گوری سوئے سیج پر' آتش ِخاموش' (سبھی ناول) کے علاوہ کئی افسانوی مجموعے' ڈراموں کے مجموعے او رخود نوشت "سلسلہ ئ روز و شب" شامل ہیں۔"(۰۱)

انہوں نے جس قدر بھی ناولیں لکھیں اس میں ہمیشہ اصلاحی پہلو ان کے پیش نظر رہا۔افسوس کہ ان کے کام کو جس طرح سراہاجانا چاہئے تھا تنقید نے وہ فریضہ انجام نہیں دیا۔ان کی ناولو ں پر بھی بے جا تنقیدیں کی گئیں۔اور ان پر الزام لگایا گیا کہ وہ مثالی کردار ہی تراشتی ہیں۔ان مثالی کرداروں کے پیچھے ان کی تڑپ اور اپنے قوم سے جو اصلاح اور ہمدردی کا جذبہ تھا اسے کسی نے پرکھنے کی کوشش نہیں کی۔ہاں ان پر الزامات ضرور عائد کیے۔

صالحہ عابد حسین اپنے ادبی سفر میں پریم چند اور علی عباس حسینی کے نظریات سے بہت زیادہ متاثر تھیں۔اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ بھی پریم چند اور علی عباس حسینی کی طرح زندگی کے حقیقی روپ کو اپنے افسانوں اور ناولوں میں ڈھالنا پسند کرتی تھیں۔ان کے نزدیک ادب محض تفریحی یا دماغی عیاشی کا وسیلہ نہیں تھا۔وہ ادب کو زندگی کا آئینہ سمجھتی تھیں۔اپنے اطراف بسنے والے بے شمار افراد کے دکھ سکھ کے مسائل اور ان کی ذہنی کیفیتوں'ان کے جذبات و احساسات اور زندگی کی تلخیوں کی ترجمانی کرنا چاہتی تھیں۔وہ سماج'زندگی اور ادب کو ایک ہی ہار میں پروئے ہوئے موتی تصور کرتی تھیں۔

صالحہ عابد حسین پچاس سے زائد کتابوں کی مصنّفہ ہیں۔اردو ادب میں جو مقبول ناولوں میں شمار کئے جاتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) عذرا (۲۴۹۱ء)
(۲) یادوں کے چراغ
(۳) آتش خاموش (۳۵۹۱ء)
(۴) قطرے سے گوہر ہونے تک (۷۵۹۱ء)
(۵) اپنی اپنی صلیب (۲۷۹۱ء)
(۶) اُلجھی ڈور (۴۷۹۱ء)
(۷) گوری سوئے سیج پر (۸۷۹۱ء)
وغیرہ

گوری سوئے سیج پر(۸۷۹۱ء) وغیرہ

یہی وجہ تھی کہ ان کی تحریروں میں انداز بیان کا ایک انوکھا حسن پایا جاتا تھا۔ان کے مکالموں کی زبان اور ان کی ادائیگی کا شعور بہت پختہ تھا۔اسی وجہ سے ان کے مکالمے نہایت جاندار ہوا کرتے تھے۔وہ اپنے ناولوں اور افسانوں میں بڑی آسانی سے گھریلوں فضا قائم کردیتی تھیں۔اسی طرح وہ واقعہ نگاری کی تشکیل بھی نہایت سوچ سمجھ کر تیں تھیں کہ ان میں حقیقت کارنگ بھر جائے۔انہیں غم روزگار بھی ملا اور غم حیات اور ساتھ ہی ان سب کو برتنے کا حوصلہ بھی ملا۔وہ پردرد واقعات کو بیان کرنے کا عمدہ حوصلہ رکھتی تھیں۔

صالحہ عابد حسین کے ناولوں اور افسانوں کی زبان نہایت نرم اور شیریں تھی۔ اس میں سلاست اور روانی بھی تھی۔وہ خود ذاتی طور پر نہایت نرم دل تھیں۔ان کا لہجہ بھی نہایت میٹھا اور مقابل پر پوری طرح اثر انداز ہوتا تھا۔

Journal of Research and Development
A Multidisciplinary International Level Referred and Double Blind Peer Reviewed, Open Access
ISSN : 2230-9578 | Website: https://jrdrvb.org Volume-18, Issue-5(A)| May-2026

صالحہ عابد حسین کے شوہر عابد حسین ایک تعلیم یافتہ آزاد خیال مشہور ادیب اور دانشور تھے۔ انہوں نے نہ صرف صالحہ عابد حسین کی ادھوری تعلیم کو مکمل کرنے کا مشورہ دیا بلکہ ان کی ہر طرح مدد بھی کی۔اس کے علاوہ انہوں نے صالحہ عابد حسین کے اندر چھپے ہوئے ادیب کو بھی باہر نکالنے میں معاونت کی۔وہ ان کی ہر تحریر کو پسند کرتے تھے او رساتھ ہی اُن کی ہمت افزائی بھی کرتے تھے۔

صالحہ عابد حسین نے اپنے دائرے میں رہتے ہوئے لڑکیوں کی تعلیم او رانگریزی زبان کی پڑھائی پر زور دیا۔اُن کے ناول کے مطالعہ سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ وہ مشترکہ خاندان کی حمایت کر تی تھیں او رلڑکیوں پر بے جا پابندیوں کے خلاف تھیں۔ انہوں نے مذہبی تعلیم کو ضروری خیال کیا او راس کا حصول ضروری قرار دیا۔

اُن کے ناولوں کا مطالعہ یہ بات بھی واضح کرتا ہے کہ وہ خاص طور پر والدین کو مشورہ دیتی ہیں کہ وہ اپنی لڑکیوں پر اعتماد کریں۔انھیں پوری طرح پھولنے پھلنے کا موقع دیں۔اگر اُن میں تخلیقی صلاحیتیں ہو ں تو ماں باپ او ربعد میں ان کے شوہروں کو بھی چا ہیئے کہ وہ اُسے بڑھاوا دیں تاکہ زبان کو اچھے ادیب و شاعر میسّر آسکے۔

صالحہ عابد حسین نے اپنی زندگی کے کم وبیش 36 برس اُردو کی خدمت میں صرف کیے او ربے شمار ناولیں لکھیں۔اُن کی نظریں بدلتی اقدار او ربدلتے حالات پر پوری طرح تھیں۔انہوں نے وقت کو کروٹ لیتے ہوئے بھی دیکھا۔ اُس کی آواز بھی سُنی او رمسلمانوں کو آنے والے دور سے مسابقت پیدا کرنے کی تلقین کی۔اُن کے مطالعے سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ وہ اپنی قوم سے اس بات کی امید رکھتی تھیں کہ وہ تعلیم کے لیے اپنی لڑکیوں کو اگر موقع ملے تو ولایت بھیجنے سے بھی نہ روکیں۔

صالحہ عابد حسین کے ناولوں میں مسلم معاشرت کی بھر پور عکاسی ملتی ہے۔ گھریلو زندگی ہو یا مجلسی زندگی, تعلیم کا میدان ہو یا فنون لطیفہ کے میدان میں شمولیت۔ وہ اپنی قوم سے اپنا تشخص باقی رکھنے کی ہدایت کرتی ہیں۔ ان کے ناولوں میں مسلم شادی بیاہ کی رسومات, شہروں او رغریب بستیوں میں رہنے والے مسلم خاندانوں کے مسائل او ران کی سوچ بھی واضح ہوتی ہے۔اُن کے ناولوں میں مسلم گھرانوں کی حقیقی تصویر پیش کی گئی ہے۔

مسلم معاشرے میں چھوٹی سی عمر سے ہی کس طرح لڑکیوں پر پابندیاں عائد کی جاتی ہیں۔قریبی رشتہ داروں کے یہاں بھی جانے سے روکا جاتا ہے۔ گڑیوں کی شادی رچائی جاتی ہے۔چھوٹا سا سفر بھی در پیش ہو تو سب فکر مند ہو تے ہیں۔لڑکیوں‘ لڑکوں کے رشتوں کے لیے والدین متفکر ہوتے ہیں۔ قریبی دوست احباب ہی رکاوٹ بنتے ہیں۔ یہ اور اِس طرح کے سینکڑوں مسائل روزآنہ کی زندگی میں جن سے سابقہ پڑتا ہے انہیں مصنّفہ نے اپنے قلم کی جادو گری سے دلچسپ بنا دیا ہے۔

غرض صالحہ عابد حسین کی ناولوں میں مسلم معاشرتی مسائل کی بھر پور عکاسی نظر آتی ہے۔انہوں نے جہاں لڑکیوں کی تعلیم پر زور دیا وہیں مذہبی تعلیم کو بھی ضروری قرار دیا او رساتھ ہی وہ لڑکیوں پر بے جا پابندیوں کے بھی خلاف تھیں۔ انہوں نے جدید علوم کے حصول کے لیے اپنے ناولوں میں راہیں دکھائیں۔ والدین کو ان کے فرائض سے آگاہ کیا او رلڑکیوں کو اُردو زبان کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان کے سیکھنے پر بھی زور دیا او رخواہش کی کہ اگر لڑکی حصولِ تعلیم کے لیے مغرب جانا چاہے تو بھی اُسے روکا نہ جائے بلکہ اس کے ساتھ تعاون کیا جائے۔۔۔

صالحہ عابد حسین نے اپنے ناولوں میں نوجوان نسلوں کو اپنے تہذیبی معاشرتی اصولوں کے ساتھ ہی زندگی بسر کرنے کی دعوت دی ہے۔ اچھا معاشرہ‘ جس میں خلو ص ہو‘ پیار محبت ہو ایک دوسرے کے لیے قربانی دینے کا جذبہ ہو‘ ایک دوسرے سے تعاون کرنے کا حوصلہ ہو‘ بُری عادتوں سے دور رہنے او رعورت کو کمزور او ربے سہارا سمجھ کر اُسے پیر کی جوتی نہ سمجھتے ہوئے شریک حیات۔او رشریک سفر سمجھنے کا رجحان ہو وہ معاشرہ مسلم معاشرہ نہیں تو او رکیا کہلائے گا۔

یہی وہ مسلم معاشرتی مسائل تھے جنہیں صالحہ عابد حسین نے اپنے ناولوں میں تلاش کیا او ر اُن کی نشاندہی کی۔